



میں اس شاعت کو اپنے محترم چچا علامہ شبیر احمد عثمانی کی اس جرأت
میں ایک کی طرف منسوب کرتا ہوں جس نے تلواروں کی چھاؤں اور
گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی کلمۃ الحق سے منہ نہیں موٹا۔ (عالم عثمانی)

اپنے بھی خفا مجھے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں نہ ہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکاقت

ہر انگیزی مہینے کے پہلے ہفتہ میں طالع ہوتا ہے عام سالانہ قیمت پانچ روپے، اس سچہ کی قیمت ۸

شمارہ ۵۷ باب ۱۰ اپریل ۱۹۵۶ء جلد ۱

۱	آمنہ از سخن	عالم عثمانی	۲
۲	منظومات	مختلف شعراء	۶۲
۳	انمول ہیکر	جناب حافظ عبد الباق صاحب	۶۳
۴	سجده منیت الگ	ملا ابن العرب کی	۶۵

شد ضروری

اگر اس دائرے میں شرح نشان ہے تو بھیجیے کہ اس پرچہ پر آپ کی
خریداری ختم ہے یا تو آپ اپنی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں، یا اگر آئندہ
خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں، غاموشی کی صورت میں، گلا پرچہ وی۔ پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا
اخلاقی فرائض ہوگا۔

پاکستانی خریدار اپنا چندہ ہمارے پاکستانی پتہ پر (جو کسی صفحے پر چھپا ہوا ہے) بھیج کر سید منی آرڈر
بھیجیں۔ کیونکہ ہندو پاک کے درمیان وی۔ پی کی آمد و رفت بند ہے۔

منجبر

پاکستان پتہ: جناب شہزاد

ترتیب دینے والے

ترسل ذرا اور خط و کتابت

دفتر تحفہ ہندوستان سہارن

خلاف کوئی زبان کھولتا ہے تو اسے ہم دشمن اور الزام تراش اور شریر ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ بسا اوقات زبان کھولنے والا سچی بات کہتا ہوتا ہے۔

ایسا ہی ہم زیر بحث قضیہ میں دیکھ رہے ہیں۔ علما کے دیوبند کا طرز مخالفت بلا ریب و شک یہ واضح کر رہا ہے کہ اصلاح پسند صاحب علم و فضل حتیٰ نواز اور عادل و عادل ہونے کے باوجود ان حضرات کے علوم پر نفرت و عداوت غالب آگئی ہے۔ یہ جماعت اسلامی کے حق میں ہدایت و اصلاح کا وہ طرز اختیار نہیں کر رہی جو ہادی برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و کشر کیسے کے حق میں اختیار فرمایا تھا۔ بلکہ وہ طرز اختیار کر رہے ہیں جو ایک نفرت کرنے والا معاند و قہام اختیار کرتا ہے۔

اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا واقعی جماعت اسلامی اس لائق ہے کہ اس کا زینت کو ٹھوس پل دیا جائے۔ کیا اس کے نظریات و عقائد میں حقیقت ایسی بنیادی خرابیاں پائی جاتی ہیں کہ شیعہ و منافقت کے عوض اس پر بسیاری ہی لازم و ضروری ٹھہرے؟

ان سوالات پر یہاں ہمیں بحث نہیں کرنی۔ ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ نفرت و عداوت اور مخالفت کے اگر واقعہ کچھ اسباب موجود ہیں تو ان میں سب سے قوی سبب وہ مبالغ پسند اور جذبات اندہ محبت و عقیدت ہے جو ہم مسلمانوں کی اکثریت کو صوفیاء و اولیاء سے ہے اور جس کی نفسیات اجمالاً ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

تقریباً یہاں سے شروع ہوا کہ مولانا مودودی نے اپنے مخصوص طریقہ اصلاح و دعوت کے تحت بعض اولیاء و اعیان پر کچھ اس طرح کی تنقیدیں کیں جو اگرچہ سنجیدہ علمی انداز کی تھیں لیکن جن کا انداز مانوس طرز ادب اور مرتزجہ طریق احترام سے بٹا ہوا تھا۔ ان سے علما کو جذبات و خیالات کو غصے لگی اور نفرت کی نفسیات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ محبت نے تو یہ اثر دکھلایا کہ تمام محبوب اسلاف کے اقوال و اعمال کا ہر شوشہ ناقابل بحث سونی صدی برحق تنقید سے بالاتر کامل و اکمل نظر آنے لگا۔ اور نفرت نے یہ اثر دکھلایا کہ مولانا مودودی یا ایک شخص نقاد کے عوض جس سے غلطی بھی ہو سکتی ہے فتنہ پرداز مخالف دشمن اولیاء معاند اور گستاخ ہے ادب نظر آنے لگے جس کی ہر بات قابل نفرت جس کا

ادالاتی نفرتی ٹھہری۔ یہ دعویٰ ہمیں نہیں کہ مولانا مودودی نے تصوف یا صوفیاء پر جو کلام کیا ہے وہ حرف گیری سے بالاتر ہے۔ یا جس طرز کو انھوں نے اختیار کیا ہے وہ علماء کے قیاس کردہ اثرات و نتائج سے بالکل خالی ہے۔ نہ ہم اس کے مدعی ہیں کہ مولانا مودودی کے اجتہادات و قیاسات بے غلط اور اہل ہیں۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ جماعت اسلامی کے بعض اور ذمہ داروں نے صوفیہ کے اشغال و وظائف اور مشرین کے طہر و ارشاد و بیعت پر جو تنقیدیں کی ہیں وہ ہر پہلو پر حق و باطل ہیں اور ان کا طرز بیان قطعاً لائق اعتراض نہیں ہے لیکن یہاں سوچنا چاہیے کہ نفرت و محبت کے دو گونہ تاثرات میں ہماری علمائے کرام اور ان کے ہمنواؤں نے بہت سی ایسی چیزیں بھی جماعت اسلامی اور ولایت مودودی کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں جو بے بنیاد تھیں اختراعات تھیں۔ الزام شخص تھیں۔ ان کے اثبات کے لئے عمارتوں کے تراشے لئے گئے تھے اور ریت پر عمارتیں اٹھائی گئیں۔ تحقیر و ذلیل کی گئی اور فتوے نکالے گئے۔ کچھ اچھالی گئی اور غصے کے گئے۔

اخلاص کا جنازہ نکالنے والی نفرت و عداوت کی نشاندہی کے لئے تقریر و تحریر کی دسیوں شہادتیں عوام کے سامنے آچکی ہیں۔ لیکن صرف نشاندہی نہیں بلکہ اس نفرت و عداوت کا ڈھنڈوہ بھی اس فتوے سے پیٹ دیا جس میں قاسم العلوم فرمائی وقت حقیر العلامہ مولانا محمد قاسم خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کو خود مفتیان دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف الجھنٹ و الجھنٹ سے خارج کر دیا بلکہ نعوذ باللہ من اللہ کا نثر ٹھہرا دیا!

کیوں؟ صرف اس لئے کہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو وہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی عبارت سمجھے اور جماعت اسلامی کو کسی فرد پر کھینچا اچھلنے اور بربادی کرنے میں انھیں جو لطف حاصل ہوتا ہے اسے ایک نفرت کرنے والا قلب ہی محسوس کر سکتا ہے۔ حقیقت میں اگر مفتیان کرام کے دل و دماغ پر عداوت و نفرت کا پورا تسلط نہ ہوتا تو پہلی ہی نظریں وہ سمجھ لیتے کہ یہ عبارت جس پر کھینچا لگا ہے ہے۔ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ اس انداز بیان اور اسلوب بدامنه اب سے کافی پہلے زمانے کا عامل ہے بلکہ جس طرح غصہ نفرت جو شوشہ

تو بھی مضمون لکھ کر اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے۔ یہ بھی
تک ہماری نظروں سے نہیں گذرا ہے شک مذکورہ فتوے سے
حضرت العلامہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن صافی پر جو سیاحی
مدد درجہ افسوس ناک طور پر ڈالی گئی ہے اس کو دھونا نہ صرف
حضرت موصوف کا فرض ہے۔ بلکہ ہر اس شخص کا فرض ہے جو حضرت
مولانا قاسم کی شخصیت و عظمت سے باخبر ہو۔ اور جو بدنامی اس
فتوے سے دارالعلوم جیسے معزز ادارے کی ہوئی ہے اسکی مناسب
تلافی کرنے کے لئے حضرت ہتیم صاحب سے زیادہ سزاوارتہ بہتر
کون ہو سکتا ہے؟

تاہم یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت ہتیم صاحب قبل
صرف یہی تو کر سکتے ہیں کہ فتویٰ مذکور کی غلطی اور حضرت مولانا
قاسم کی عبارت کی صحت و صداقت کو بیش از بیش دلائل سے
واضح فرمادیں۔ لیکن یہ چیز فی الحقیقت مناسب تلافی نہیں کر سکی
کیونکہ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاتم بدین کا فرد
گمراہ ہونا تو کجا معمولی غلط فہمی ہونا بھی نہ تو اس شخص کے نزدیک
درست ہے جس نے اپنے مضمون میں مذکورہ فتوے کو نقل کیا ہے
نہ ہی ایک منٹ کو بھی یہ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم
رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ایسی بات نکل سکتی ہے جو قرآن و سنت کے
مراسر خلاف ہو مضمون نگار کا اور ہمارا ابا یوسف ہی خیال اور
فیصلہ ہے کہ غلطی فتوے دینے والوں کی ہے۔ اور غلطی کے پیچھے علمی
نہیں محبت کا رفر ہے۔ تب مولانا قاسم صاحب کی عبارت کی
توثیق و تصویب تحصیل حاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بلکہ اس ہی حقیقت
اور بھی زیادہ ثابت و صادق ہو جائے گی کہ زاویہ نظر اور نیت اگر
صالح نہ ہو تو صحیح سے صحیح تر چیز بھی غلط سے غلط تر نظر آ سکتی ہے۔ نیز
یہی ہفتی ہیں جن کے قلم سے مودودی اور جماعت اسلامی کے بارے میں
محافل نہ فتروں کا صدور ہوتا رہا ہے۔ لہذا جتنی جتنی مولانا قاسم
رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کی تصویب و تصدیق کی جائے گی اتنی ہی
اتنی یہ بات مسلم اور محقق ہوتی چلی جائے گی کہ عبارت کے تراشوں
پر شیعہ ہرے سابقہ فتوے غلط و غلط تھے۔ جو شخص یا اشخاص
سورج کو سیاہی کا گولہ سمجھ کر اکدم اس کے تاریک تر ہو نہ کا فتویٰ
نکمر عادل و نقد

کسی انسان پر طاری ہوتا ہے تو عقل و ہوش اور احساس و رجحان اور
بصیرت و بصارت سب مغلوب و مآذوف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو
وہ حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جن کا ارتکاب وہ عام حالت میں ہرگز
نکرتا۔ اسی طرح مفتیان کرام کے دل و داغ پر چھانی ہوئی بغض و عناد
کی لہر نے ان کی ساری علمیت اور بصیرت و دانائی کو مغلوب کر کے
یہ دوسرے ڈالاکہ ہونہ ہو یہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی خاموش سائی
ہے۔ جب یہ دوسرے پیدا ہو گیا تو کارگو عناد میں فتویٰ کفر کے ڈھلنے
میں کیا دیر لگتی تھی۔

تفصیل اس اجمال کی سہ روزہ دعوت دہلی کی مدد و حمایت
کی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ
علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب تصنیف العقائد سے نقل کر کے دارالافتاء
دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے
بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟

خدا جلنے کوئی شخص گھڑی تھی کہ ان عقل فہم مفتیوں کے
دامخ میں جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علم دین کی
رکھنی پہنچاتے رہے ہیں۔ اور جن کے علم و فضل کی شمیں تک کھائی
گئی ہیں۔ یہ بات آگئی کہ ہونہ ہو یہ عبارت مودودی کی یا اسکے
کسی چیلے کی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ آؤ دیکھنا تاؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ
صادر فرمایا۔

فتویٰ نمبر ۱۰۰۰۔ الجہاد

انصار علیہ السلام عامی سے معلوم ہوا کہ
مرکب مواہی بھنڈا (العیاذ باللہ) اہل سنت والجماعہ
کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور
عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا بھاری جوش
فقطہ دانشدہ علم مستدار احمد علی سعید۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک
وہ تجدید ایمان اور تجدید نکار نہ کرے اس سے قطع
تعلیق کریں۔
مسعود احمد عفا اللہ عنہ

مہر دارالافتاء دیوبند۔ (الہذا)

کیا ہے کہ غز اللہ اہل کفر و منکر جناب مولانا محمد طیب صاحب